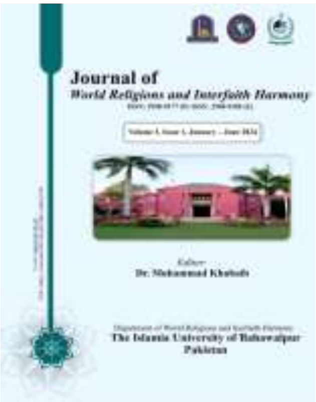

Journal of World Religions and Interfaith
ISSN: 2958-9932 (Print), 2958-9940 (Online)
Vol. 3, Issue 1, Spring 2024, PP. 01-22
HEC:https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089593#journal_result
Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih
Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/issue/view/168
Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/article/view/2488
DOI: https://doi.org/10.52461/jwrih.v3i1.2488
Publisher: Department of World Religions and Interfaith Harmony, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Title Analytical Study of the Pattern of Argumentation of the Divine Books in Tafsīr Ziā ul Qur’ān

Author (s):

Usman Ahmed
Doctoral Candidate, Department of Islamic Learning, University of Karachi

Dr Muhammad Atif Aslam Rao
Assistant Professor, Department of Islamic Learning, University of Karachi

Received on: 16 November, 2023
Accepted on: 15 December, 2023
Published on: 03 March, 2024

Citation: Dr. Muhammad Atif Aslam Rao, and Usman Ahmed. 2024. “Analytical Study of the Pattern of Argumentation of the Divine Books in Tafsīr Ziā Ul Qur’ān”. *Journal of World Religions and Interfaith Harmony* 3 (1):01-22. https://doi.org/10.52461/jwrih.v3i1.2488.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Journal of World Religions and Interfaith Harmony by the Department of World Religions and Interfaith Harmony is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

JWRIH 03:01 (2024) pp. 01-22 **ISSN: 2958-9932**

تفسیر ضیاء القرآن میں کتبِ سماویہ سے استدلال کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of the Pattern of Argumentation of the Divine Books in Tafsīr Ziā ul Qur'ān

Usman Ahmed
Doctoral Candidate, Department of Islamic Learning, University of Karachi

Dr Muhammad Atif Aslam Rao
Assistant Professor, Department of Islamic Learning, University of Karachi
Email: dratifrao@uok.edu.pk

Abstract

The article investigates the pattern of argumentation employed in the interpretation of the Qur'ān, specially focusing on the perspective presented in Tafsīr Ziā ul Qur'ān by an eminent scholar and former Judge, Pīr Karam Shāh Al Azharī. Tafsīr Ziā ul Qur'ān is recognized for its comprehensive exploration of the Quranic verses and their connections with the narratives found in other divine scriptures. The core of the article involves a systematic analysis of the patterns of argumentation found in Tafsīr Ziā ul Qur'ān. It explores how Pīr Karam establishes links between the Quranic revelations and the stories, lessons, and moral teachings presented in earlier scriptures. Moreover, the research investigates the impact of this pattern of argumentation on the reader's understanding of the Quran, assessing how it contributes to a holistic comprehension of the interconnectedness of divine messages. The article also explores unique insights presented in earlier scriptures. By critically analyzing the exegetical methods employed, the research contributes to a deeper understanding of the intellectual framework that shapes the interpretation of these texts and their interconnectedness as presented in this renowned tafsīr.

Keywords: Tafsīr Ziā ul Qur'ān, Pir Karam Shāh Al Azharī, Quranic revelations, earlier scriptures.

پیر محمد کرم شاہ الازہری(1918-1998) عالم اسلام کے ان ممتاز مفکرین میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے فکرِ اسلامی کے متنوع موضوعات پر خامہ فرسائی کی ہے۔ آپ نے مختلف جہات میں انتہائی وقیع کتب و مقالات پیش کیے ہیں تاہم تفسیر، حدیث اور سیرت میں آپ کی گرانقدر خدمات ہیں۔ تفسیر ضیاء القرآن، ضیاء النبی اور سنتِ خیر الانام پیر صاحب کے علمی و ادبی شاہکار ہیں۔

تفسیر ضیاء القرآن کے منہج و خصوصیات اور پیر صاحب کے تعارف و علمی خدمات پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے جو مختلف کتب و لائبریری سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ طوالت سے بچنے کے لیے ان موضوعات کو زیرِ بحث نہیں لایا جائے گا۔ زیرِ نظر مقالہ میں تفسیر ضیاء القرآن میں کتب سماویہ سے استدلال پر بحث کی جائے گی۔ یہ ایک منفرد موضوع ہے جو اب تک تشنہ طلب ہے اور بالخصوص تقابلِ ادیان اور مطالعہ مذاہب سے وابستہ محققین کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن اور مطالعہ ادیان

تفسیرِ قرآن کے ثانوی ماخذ میں ایک اہم ماخذ کتب سماویہ ہیں۔ تفسیری ادب میں بالعموم (باستثناء بعض) ان کے تذکرہ کا اصل مقصد قرآن کی تفسیر کا بیان نہیں بلکہ تائید و تصدیق ہے، چنانچہ ان کتبِ سماویہ میں وہ مضامین جو تحریف نہیں کیے گئے اور قرآنی ہدایات سے مطابقت رکھتے، قرآنی قصص و واقعات عبر و مواعظ کے شاہد ہیں، تائیدی شہادات کے طور پر ذکر کیے گئے ہیں۔ تفسیرِ قرآنِ کریم میں موجود اسی حصے کو اسرائیلیات یا اسرائیلی روایات بھی کہا جاتا ہے۔

تاہم اسرائیلی روایات یا کتب سماویہ سے استدلال کا یہ سلسلہ قرنِ اوّل سے معمول بہ رہا اور ہنوز جاری ہے۔ گزشتہ دو صدیوں میں اس سے استفادہ کی رفتار میں اضافہ اس وجہ سے بھی دیکھنے میں آیا کہ اس کی وجہ سے مسلمان اور غیر مسلم جس میں بالخصوص اہل کتاب ہیں ان کو ہم دعوت بھی دے سکتے ہیں کیونکہ آج بھی ان کے صحائف و کتب اور قرآن میں بہت سی آیات میں مماثلت پائی جاتی ہے کیوں کہ بلاشبہ ان کا مصدر اور منبع ایک ہی ذات ہے۔ قرآن کریم صحف سماویہ کے لیے یہ دعویٰ بھی کرتا ہے کہ وہ سابقہ کتب کا محافظ ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ[1]

اور (اے حبیب) اتاری ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب (قرآن) سچائی کے ساتھ تصدیق کرنے والی

---

[1] سورہ المائدہ 48:5۔

ہے جو اس سے پہلے (آسمانی) کتاب ہے اور (یہ قرآن) محافظ ہے اس پر۔[2]

پیر صاحب مذکورہ آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"تورات وانجیل کے بعد قرآن اور اس کی چند خصوصیات کا ذکر فرمایا پہلی خصوصیت تو یہ ہے کہ اس کا نزول حق کے ساتھ ہوا ہے۔ اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور تیسری خصوصیت یہ ہے کہ قرآن ان کتب پر مہیمن بن کر آیا ہے۔"[3]

سورہ المائدۃ کی آیت 46-47 میں تورات اور انجیل کا ذکر کیا گیا اور اس کے بعد آیت 48 میں قرآن کریم کو مہیمن قرار دیا گیا ہے۔ اقتباس بالا میں قرآن کی خصوصیات کا ذکر کرنے کے بعد "مہیمن" کے معانی بیان کرتے ہیں:

"مہیمن متعدد معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ محافظ، نگہبان، نگران، شاہد اور امین۔ یہاں مہیمن کے یہ سارے معانی لیے جاسکتے ہیں یعنی دین کے وہ عقائد و اصول جو سابقہ آسمانی کتب میں بیان کیے گئے تھے جن میں سے بعض فراموش کر دیئے گئے اور بعض میں ردو بدل کر کے انہیں کچھ کا کچھ بنا دیا گیا قرآن ان کا محافظ ہے ان کو صحیح رنگ میں پیش کرتا ہے اور اپنے صفحات میں ان کی ایسی حفاظت و نگہبانی کر رہا ہے کہ اب وہاں کسی محرّف کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔ قرآن آسمانی کتب کا رقیب و نگران بھی ہے۔ کیونکہ قرآن ہی ایسی کسوٹی ہے جس سے ہم یہ معلوم کرسکتے ہیں کہ موجودہ تحریف شدہ آسمانی کتابوں میں حق کی کتنی مقدار جُوں کی تُوں موجود ہے۔ قرآن اس بات پر گواہ بھی ہے کہ یہ کتابیں اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء ورُسل پر نازل فرمائی تھیں۔ قرآن امین بھی ہے۔ گزشتہ انبیاء کی تعلیمات کو جُوں کا تُوں پیش کرتا ہے۔ ان میں کسی قسم کا تصرف اور کمی بیشی نہیں کرتا۔"[4]

پیر صاحب نے مہیمن کے 06 معانی عمدہ وضاحت کے ساتھ عام فہم انداز میں بیان کیے ہیں۔ سابقہ آسمانی کتب

[2] پیر محمد کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 1995ء)، 476:1۔ مقالہ میں تمام آیات کا ترجمہ اسی تفسیر سے نقل کیا جائے گا۔

[3] پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن، 476:1 ملخصًا

[4] پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن، 476:1-477

کے مقاصدِ نزول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ”تورات کے نزول کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یحکم بھا النبیون اور انجیل کے نزول کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا ولیحکم اھل الانجیل اور قرآن حکیم کے نازل کرنے کا مدعا بھی یہی بتایا فاحکم بما انزل الخ ان تمام الفاظ سے یہ بتانا مطلوب ہے کہ ان کتابوں کے نازل کرنے کا مقصد اعلیٰ یہ ہے کہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اپنے تمدن اور معاشرتی مسائل میں اپنی سیاسی اور اقتصادی مشکلات میں ان کی روشنی سے ہدایت حاصل کی جائے اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلا جائے۔ تب ہی تو وہ فرق معلوم ہو سکتا ہے جو قانونِ الٰہی اور انسان کے بنائے ہوئے ناقص قانون میں ہے اور اگر اس پر عمل نہ کیا جائے اور اس کی واضح ہدایات اور احکام کے ہوتے ہوئے اپنی خواہشات کی پیروی کی جائے تو پھر ان کے نزول کا اصلی مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے اور انسان ان برکتوں سے محروم ہو جاتا ہے جو ان احکام میں مضمر ہیں۔“[5]

امر واقعہ یہی ہے کہ عیسائیت میں وحی الٰہی، کلام اللہ ورسالت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اپنے باطل، خود ساختہ تثلیث، ابن اللہ اور عیسیٰ کے شافع و نجات دہندہ جیسے عقائد کے زیر اثر ان کا ذہن آج تک حقیقت کو تسلیم نہیں کرتا۔

یہ حقیقت بعض مسلم قارئین کے لیے باعث استعجاب ہو گی لیکن امر واقعہ یہی ہے کہ عیسائیت میں وحی الہی، کلام اللہ حتی کہ رسالت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اپنے باطل، خود ساختہ تثلیث، ابن اللہ اور عیسیٰ کے شافع اور نجات دہندہ ہونے کے عقائد کے زیر اثر ان کا ذہن آج تک اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتا کہ اللہ نے اپنا کلام اپنے فرشتے جبرئیل کے ذریعے اپنے منتخب کردہ بندے یعنی محمد ابن عبد اللہ ﷺ کو بطور نبی بھیجا۔ عیسائی ذہن میں کسی بشر کا رسول اللہ ہونا یا حامل وحی ہونا ناقابل تصور ہے کہ ان کے عقیدے کے مطابق عیسیٰ خدا بھی ہیں، اس کے فرزند اور فرستادہ بھی اور ان کا ہر قول وحی ہے۔ اپنے ان مزعومات میں غلطاں و پیچاں مغرب اور عیسائیوں کے لیے قرآن مجید کا کلام اللہ ہونا یا محمد ابن عبد اللہ ﷺ کا نبی اور رسول ہونا ہرگز قابل اعتنا نہ تھا۔ اسلامی عبادات، عقائد، اخلاق اور شعائر وغیرہ کو انہوں نے اصلاً بائبل اور تبعاً اور ضمناً عرب اور مقامی روایات اور رسوم و رواج کے ایک ملغوبے سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں دی۔ یہاں بائبل سے متعلق ایک

---

[5] ایضاً 477

صراحت ضروری ہے بائبل مجموعہ ہے یہود کی مذہبی کتب عہد نامہ عتیق(Old Testament) اور عیسائی مذہبی کتب یعنی عہد نامہ جدید(New Testament)کا۔ کوئی غالی عیسائی بھی بائبل سے متعلق اپنے قلب وذہن میں اس تقدس، استناد اور احترام کا شائبہ تک بھی نہیں رکھتا ہے جو ہر مسلمان کے دل اور دماغ میں قرآن مجید سے متعلق موجزن رہتا ہے۔ عیسائیوں کے مطابق بائبل اصلاً ایک تاریخی، ثقافتی دستاویز ہے جس میں ضمناً موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے اقوال بھی درج ہیں ورنہ یہ متاخر مصنفین کی تحریروں کا مجموعہ ہے جس میں باہمی اختلافات بلکہ تضادات تک پائے جاتے ہیں اور عیسائی عقائد کی تشکیل اور تدوین کا سلسلہ آٹھویں صدی تک Councils کے فیصلوں کی روسے ہوتا رہا اور یہ فیصلے اجماع سے اکثر محروم رہتے اور اسی باعث ان فیصلوں کے ناقدین اور معترضین عیسائیت سے خارج کیے جاتے رہے اور وہ نئے عیسائی فرقے قائم کرتے رہے۔[6]

پیر صاحب اکثر مقامات پر تفسیرِ قرآنِ کریم میں مختلف مذاہب کی کتب کے علاوہ مغربی مصادر اور انسائیکلوپیڈیا سے حوالہ جات دیتے ہیں۔ یہ خصوصیت تفسیر ضیاء القرآن کو دیگر تفاسیر سے ممتاز کرتی ہے۔ اعجازِ قرآن کے حوالے سے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

> "This recension of uthman became the only standard text for the whole muslim world up to the present day."[7]

سورۃ البقرۃ آیت 40 میں بنی اسرائیل سے کیا ہوا وعدہ ذکر کیا جارہا ہے۔ اس مقام پر پیر صاحب لقبِ اسرائیل کی وضاحت فرماتے ہیں نیز عہد کے ثبوت میں سابقہ کتب سے حوالہ ذکر کرتے ہیں کہ تورات میں بھی اس کی تائید ہے:

> ”تو نے آج کے دن اِقرار کیا ہے کہ خداوند تیرا خدا ہے اور تو اس کی راہوں پر چلے گا اور اس کے آئین اور فرمان اور احکام کو مانے گا اور اس کی بات سنے گا۔“[8]

تفسیر ضیاء القرآن میں سابقہ کتب کی عبارات سے استشہاد کیا گیا ہے اور بحوالہ عبارات کے تراجم نقل کیے گئے

---

[6] عبد الرحیم قدوائی، **"بین المذہبی مطالعات: خوش آئند رجحانات کے چند نادر پہلو"**، مشمولہ عصرِ حاضر میں اسلامی تہذیب کی علمی و ادبی جہتیں، یادگاری مجلہ بہ اعترافِ خدمات اسلامک ریسرچ اکیڈمی، کراچی، ۲۰۲۳، ص ۱۲

[7] انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، 480:13، بحوالہ ضیاء القرآن، 14:1

[8] استثناء 17:26، بحوالہ ضیاء القرآن، 52:1

ہیں۔ سورہ البقرۃ آیت 58 میں بنی اسرائیل کو بستی میں داخل ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ وہ بستی کون سی تھی؟ اس ضمن میں پیر صاحب بائبل کی شہادت پیش کرتے ہیں:

"اس شہر کو بنی اسرائیل نے حضرت موسی کی زندگی کے اخیر میں فتح کیا اور وہاں بڑی بدکاریاں کیں۔ جن کے نتیجہ میں خدا نے ان پر وبا بھیجی اور 24 ہزار آدمی ہلاک کر دیئے۔"[9]

پیر صاحب دینی و عصری علوم سے آراستہ تھے اس کا ثبوت ان کی تفسیر میں جابجا ملتا ہے۔ مشت نمونہ از خروارے ہم نے پہلے انسائیکلوپیڈیا، پھر تورات اور انجیل کا فقط ایک ایک حوالہ نقل کیا ہے تا کہ تفسیر ضیاء القرآن میں مفسر کی دقتِ نظر، وسعتِ مطالعہ، قرآن فہمی اور مطالعہ مذاہب و مغربی لٹریچر کا بہ خوبی اندازہ لگایا جاسکے۔ مذکورہ بالا تفصیل کے بعد ذیل میں ضیاء القرآن میں کتب سماویہ سے اخذ و استدلال کے طریقہ کار کو بالتفصیل امثلہ کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔

کتب سماویہ میں انبیائے کرام کے احوال

سابقہ انبیاء کی تاریخ کے حوالے سے کئی مقامات پر تفسیر ضیاء القرآن میں دیگر آسمانی کتب کے حوالہ جات نقل کیے ہیں تا کہ ان کتب میں انبیاء کرام کے بارے میں جو توہین آمیز روایات بیان کی گئی ہیں ان کے حوالے سے قرآنی موقف بھی بیان کیا جائے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کہ سابقہ کتب کی تعلیمات مسخ کر دی گئیں اور ان میں انبیائے کرام کی صریحاً توہین کی گئی ہے یہی سبب ہے کہ پوری دنیا میں بائبل کے سینکڑوں نسخہ جات میں مماثلت نہیں پائی جاتی۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ[10] نے خطبات بھاولپور میں لکھا ہے کہ جرمنی کے عیسائی پادریوں نے انجیل کے قدیم ترین مخطوطے جمع کیے اور ان کے ایک ایک لفظ کا تقابلی مطالعہ کیا۔ اس انجمن کی حتمی رپورٹ کے مطابق ان نسخوں میں تقریباً دو لاکھ مقامات پر تحریف پائی جاتی ہے۔ جن میں سے ۸/ا تحریفات کا تعلق انتہائی اہم مقامات سے ہے۔[11]

جب کہ اس کے برعکس قرآن کریم کے نسخہ جات کا دنیا بھر میں تقابل کیا جائے تو کوئی فرق نظر نہیں آئے

---

[9] گنتی باب 25، آیت 1-8، بحوالہ ضیاء القرآن،، 59:1

[10] ڈاکٹر محمد حمید اللہ (1908-2002) عالم اسلام کے ایک نامور مفکر، مورخ، مفسر اور بین الاقوامی مبلغ ہیں۔ اسلامی ادب میں آپ کی متنوع تحقیقات میں مذاہب عالم کا مطالعہ ایک اہم عنوان ہے۔

[11] ڈاکٹر محمد حمید اللہ، خطبات بھاولپور، ص 16-17

گا۔اس کا ایک سبب وعدۂ خداوندی ہے کہ وہی ذات اس کتاب کی محافظ ہے اور حفاظت کا خوب اہتمام فرمایا۔

انبیائے کرام کی تاریخ واحوال کے ضمن میں صحف سماویہ اور قرآن کریم کی آیات سے ذیل میں پیر صاحب کے تفسیری منہج پر بحث کی جائے گا۔ آپ اس حوالے سے قرآن کریم اور صحف سماویہ کا تقابل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وہ انبیاء کرام جن کا ذکر قرآن حکیم میں ہے ان میں سے اکثر کا تذکرہ بائیبل وغیرہ میں بھی ہے لیکن بائیبل میں جب ہم ان انبیاء کرام کے تذکرے پڑھتے ہیں تو ہمارے دل میں ان کے لیے تقدس و احترام کا کوئی جذبہ پیدا نہیں ہوتا اور ان کے کردار میں ہمیں کوئی ایسی کشش محسوس نہیں ہوتی لیکن اس کے برعکس جب قرآن ان کے حالات کو بیان کرتا ہے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ جلیل القدر ہستیاں ہیں جن کا دامن پکڑ لینے میں ہی انسانیت کی فلاح ہے۔ ان کی ہر بات حکیمانہ اور ہر عمل پیغمبرانہ جلال سے دمک رہا ہوتا ہے۔" [12]

تفسیر ضیاء القرآن میں پیر کرم شاہ نے ناموس انبیاء کرام کے حوالے سے تفصیلی کلام کیا ہے تاکہ سابقہ آسمانی کتب کی محرف عبارات سے جو غبار ایک مسلمان کے قلب پر بڑھتا ہے قرآن کریم بہتر انداز سے اس کا مداوا کر سکے اور اہل ایمان کے دلوں میں انبیاء کرام کی محبت اور ان پر ایمان میں مزید اضافہ ہو سکے۔

(الف) حضرت نوح علیہ السلام پر تہمت کا دفاع:

حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ (لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ)[13] کی وضاحت کرتے ہوئے آپ علیہ السلام کے حوالے سے تورات کی دو متضاد روایات نقل کرتے ہیں چنانچہ تورات کے بیان کے مطابق:

"نوح مردِ راست باز اور اپنے زمانہ کے لوگوں میں بے عیب تھا۔"[14]

تورات میں ایک دوسرے مقام پر حضرت نوح علیہ السلام پر شراب کی تہمت لگائی جاتی ہے چنانچہ حوالہ ذکر کرتے ہیں:

"طوفان سے بخیر وعافیت بچ نکلنے کے بعد نوح کاشت کاری کرنے لگا اور اس نے ایک انگور کا باغ لگایا

---

[12] پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن، 3: 113

[13] سورہ الاعراف 7: 59

[14] پیدائش 6: 9، بحوالہ ضیاء القرآن، 2:42

اور اس نے اس کی مے (شراب) پی اور اسے نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرہ میں برہنہ ہو گیا۔" [15]

ان دو اقتباسات کو نقل کرنے کے بعد پیر صاحب حضرت نوح علیہ السلام کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کیا لوگوں کو پاکبازی اور تقوی کی راہ دکھانے والا، کیا نبوت کے شرف سے مشرف ہو کر آنے والا ایسی مذموم اور گھٹیا حرکت کا ارتکاب کر سکتا ہے؟ کیا اخلاقی لحاظ سے وہ اتنا پست ہو سکتا ہے کہ وہ شراب سے بدمست ہو کر اپنے ڈیرہ میں برہنہ ہو گیا جہاں اُس کی بہو بیٹیاں موجود ہوں گی؟" [16]

معاذاللہ! چنانچہ اِنسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا نے اِس الزام کی صحت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور تصریح کی ہے کہ حیاسوز مے خواری کی یہ حکایت اس مقدس رہنما کی پاکیزہ سیرت سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی۔

''NOR DOES THE SHAMELESS DRUNKENNESS OF NOAH ACCORD WELL WITH THE CHARACTER OF THE PIOUS HERO OF THE FLOOD STORY.''[17]

عصمت انبیاء تمام مذاہب کا بنیادی عقیدہ ہے لیکن سابقہ مذاہب کے ماننے والوں نے اپنی کتب میں انبیاء کرام کے حوالے سے جو من گھڑت اعتراضات کیے ہیں اس پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔ مفسرین کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ تفسیر قرآن میں ان اعتراضات کا حقیقی اور معقول جواب دیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں بھی ناموس انبیاء کی بات آئی پیر صاحب نے اسلام کے موقف کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔

طوفان نوح کی تفصیلات:

سورہ اعراف کی آیت (فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا)[18] کے الفاظ خود اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ طوفان صرف مکذّبین و منکرین کے لئے بطور سزا کے آیا تھا۔ ساری دنیا سے اس کا تعلق نہ تھا عراق کی سرزمین خصوصاً کوہِ ارارات کی وادیوں میں اب تک ایک مُہیب طُوفان کے نشانات اہلِ فن کو ملتے رہتے ہیں۔ تورات میں اِس طُوفان کے سلسلہ میں یہ تصریحات ملتی ہیں:

---

[15] پیدائش 9: 20، 21، بحوالہ مصدر سابق

[16] پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن، 2:42

[17] انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، 16:474 بحوالہ ضیاء القرآن، 2:42

[18] سورہ الاعراف 7: 64

”جب نوح کی عمر چھ سو برس کی ہوئی دُوسرے مہینہ کی سترھویں تاریخ کو اسی دن بڑے سمندر کے سب سوتے پُھوٹ نکلے اور آسمان کی کھڑکیاں کھل گئیں اور چالیس دن اور چالیس رات زمین پر پانی کی جھڑی لگی رہی۔“[19]

آیاتِ قرآنی میں صراحت کی گئی ہے کہ طوفانِ نوح صرف ان لوگوں کے لیے تھا جنہوں نے نبی کو جھٹلایا اور تکذیب کی، یہ اہلِ ایمان یا دیگر دنیا میں بسنے والوں کے لیے نہ تھا۔ اللہ کریم نے حضرت نوح کو حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا:

وَ اُوۡحِیَ اِلٰی نُوۡحٍ اَنَّهٗ لَنۡ یُّؤۡمِنَ مِنۡ قَوۡمِکَ اِلَّا مَنۡ قَدۡ اٰمَنَ فَلَا تَبۡتَئِسۡ بِمَا کَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ[20]

ترجمہ: اور وحی کی گئی نوح (علیہ السلام) کی طرف کہ نہیں ایمان لائیں گے آپ کی قوم سے بجز ان کے جو ایمان لا چکے اس لیے آپ غمگین نہ ہوں اس سے جو وہ کیا کرتے تھے۔

قرآنِ کریم میں رب کریم نے واضح طور پر اہلِ ایمان و کفر کا بیان کیا ساتھ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے ارادہ ازلی سے آگاہ فرما دیا، اب قرآنی بیان پڑھنے کے بعد موجودہ تورات کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

”اور خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی اور اس کے دل کے تصور اور خیال سدا بُرے ہی ہوتے ہیں، تب خداوند زمین پر انسان کو پیدا کرنے سے ملول ہوا اور دل مین غم کیا۔ اور خداوند نے کہا کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا روئے زمین پر سے مٹا ڈالوں گا۔ انسان سے لے کر حیوان اور رینگنے والے جاندار اور ہوا کے پرندوں تک کیونکہ میں ان کے بنانے سے ملول ہوں۔“ [21]

یہ اُسلوب توحید و شانِ اُلوہیت کے لائق نہیں، وہ قادر مطلق جس کے علم میں ہر شے ہے مذکورہ اقتباس کے مطابق اسے پہلے علم ہی نہ تھا کہ مخلوق کے کرتوت کیسے ہوں گے معاذ اللہ!

اس تقابل کی غرض سے پیر صاحب نے ارشاد باری تعالیٰ کی تفسیر میں تورات کی عبارت کو پیش کیا ہے تاکہ شان الوہیت اور ناموس رسالت کا تحفظ کیا جا سکے۔

---

[19] پیدائش 7: 11، 12، بحوالہ ضیاء القرآن، 2:44

[20] سورہ ھود 11:36

[21] پیدائش 6: 5، 6، 7، بحوالہ ضیاء القرآن، 2:358

(ب) حضرت لوط علیہ السلام پر اعتراضات کا دفاع:

حضرت لوط علیہ السلام کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ (وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ)[22] کی وضاحت کرتے ہوئے پیر صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس مقدس نبی کے متعلق موجودہ تورات میں جو سنسنی خیز الزامات عائد کیے گئے ہیں دل گوارا نہیں کرتا اور حیا اجازت نہیں دیتی کہ انہیں یہاں نقل کیا جائے۔ لیکن میرا یہ بھی فرض ہے کہ قرآن کے دعووں کی تصدیق کے لیے جو ثبوت ملے اسے ہدیہ ناظرین کروں۔ قرآن نے بارہا اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ علماء یہود نے اپنے رسول پر نازل شدہ کتاب تورات میں جابجا تحریف کر دی۔ اس کی تصدیق کے لئے تورات کی مندرجہ بالا آیات پڑھیے۔ حقیقت واضح ہو جائے گی۔[23]

کتاب پیدائش کے انیسویں باب کی آیات 30 تا36 ملاحظہ ہوں۔

> "اور لوط ضغر سے نکل کر پہاڑ پر جا بسا اور اس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں کیونکہ اسے ضغر میں بستے ڈر لگا۔ اور وہ اور اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگے۔ تب پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بڈھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو دنیا کے دستور کے مطابق ہمارے پاس آئے۔ آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہم آغوش ہوں تا کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو اُنھوں نے اُسی رات اپنے باپ کو مَے پلائی اور پہلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی۔ اور دوسرے روز یوں ہوا کہ پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات کو میں اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی آؤ آج رات بھی اس کو مَے پلائیں۔ اور تو بھی جا کر اس سے ہم آغوش ہو تا کہ ہم اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو اس رات بھی انھوں نے اپنے باپ کو مَے پلائی اور چھوٹی گئی اور اُس سے ہم آغوش ہوئی۔ پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھی گئی۔ سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں۔"[24]

---

[22] سورہ الاعراف 7: 80

[23] پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن، 2: 52

[24] پیدائش 19: 30 - 36، بحوالہ ضیاء القرآن، 2: 52-53

نعوذ باللہ من ذلک۔ کہاں نبوت کا مقام رفیع اور کہاں یہ اخلاقی پستی جس کے ارتکاب کا خیال آج بھی گھٹیا سے گھٹیا آدمی نہیں کر سکتا۔ سچ ہے یہ قرآن اور صاحب قرآن کا ہی کام تھا کہ انبیاء سابقین کے تقدس اور ان کی عصمت کو بیان کریں جن پر ان کے ماننے والوں نے یہ قبیح الزامات لگا رکھے تھے۔ ابھی ابھی نُوح علیہ السلام پر میخواری کی جو تہمت تورات میں لگائی گئی ہے اسے آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس کے ضمن میں ہی میں نے انسائیکلوپیڈیا کا حوالہ بھی دیا ہے۔ آخر یورپ کے عیسائی محققین کو بھی عظمت انبیاء کو تسلیم کرنا پڑا جس کو قرآن کریم نے سب سے پہلے پیش کیا۔[25]

انتہائی افسوس کے ساتھ ان عبارات کو نقل کیا جا رہا ہے تا کہ قارئین کو سابقہ آسمانی کتب میں تحریف کا علم ہو سکے۔

(ج) حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت اور اس کا دفاع:

اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے تورات کی کتاب پیدائش کے چند حوالے پیش کیے جا رہے ہیں۔ ان کا تقابل اگر آیات قرآنی سے کیا جائے تو یقیناً ہم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اس واقعہ کا ماخذ تورات نہیں بلکہ وحی الٰہی ہے۔ اسی لیے اس کا ہر جملہ حکمت و دانش کا وہ آئینہ ہے جس میں زندگی کی حقیقتیں بے نقاب نظر آ رہی ہیں۔ قرآن کریم نے صحف سماویہ کے محرّف ہونے کا واشگاف الفاظ میں اعلان کیا ہے جس کی حقیقت ان کتب میں مذکور واقعات سے بخوبی لگائی جا سکتی ہے۔

حضرت یوسف کا تعارف یوں کرایا جا رہا ہے:

> ”یہ لڑکا اپنے باپ کی بیویوں بلہاء اور زلفہ کے بیٹوں کے ساتھ رہتا تھا اور وہ ان کے برے کاموں کی خبر باپ تک پہنچا دیتا تھا۔“[26]

ایک عام شخص کو زیب نہیں دیتا کہ وہ یہ طرزِ عمل اختیار کرے جسے چغلی سے تعبیر کیا جاتا ہے تو نبی کی شان تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے اس سے بھلا کیوں کر ممکن ہے!

آپ نے جب اپنا خواب اپنے والد محترم کو بتایا تو انھوں نے سن کو جو جواب دیا وہ ملاحظہ ہو:

> ”تب اس کے باپ نے اسے ڈانٹا اور کہا کہ یہ خواب کیا ہے جو تو نے دیکھا ہے۔ کیا میں اور تیری ماں

---

[25] پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن، 2: 53

[26] پیدائش 2:37، بحوالہ ضیاء القرآن، 406:2

اور تیرے بھائی سچ مچ تیرے آگے زمین پر جھک کر تجھے سجدہ کریں گے۔"[27]

اس کے بعد سورۃ یوسف کی ابتدائی آیات بھی تلاوت فرمایئے تاکہ یوسف کے مقامِ رفیع کا قرآنی بیان واضح ہو جائے۔ حضرت یوسف کے بھائی آپ کو کنوئیں میں ڈال کر جب بکرے کے خون سے آپ کی قبا کو آلودہ کر کے لے آئے تو حضرت یعقوب کے ردِّ عمل کو کس طرح تورات میں بیان کیا گیا ہے؟ ملاحظہ کیجیے۔

"پھر انھوں نے یوسف کی قبا لے کر اور ایک بکرا ذبح کر کے اسے اس کے خون میں تر کیا۔۔۔ سو وہ اسے ان کے باپ کے پاس لے آئے اور کہا کہ ہم کو یہ چیز پڑی ملی۔ اب تو پہچان کہ یہ تیرے بیٹے کی قبا ہے یا نہیں اور اس نے اسے پہچان لیا اور کہا کہ یہ تو میرے بیٹے کی قبا ہے۔ کوئی بڑا درندہ اسے کھا گیا ہے۔ یوسف بے شک پھاڑا گیا۔ تب یعقوب نے اپنا پیراہن چاک کیا اور ٹاٹ اپنی کمر سے لپیٹا اور بہت دنوں تک اپنے بیٹے کے لئے ماتم کرتا رہا۔"[28]

اس کے بعد سورۃ یوسف کی آیات 16،17،18 ملاحظہ فرمایئے۔

جب یوسف علیہ السلام عزیز مصر کی بیوی سے دامن چھڑا کر بھاگے اور راستہ میں عزیز مصر سے مٹھ بھیڑ ہوئی تو زلیخا نے جو الزام لگایا اور اسی کے خاندان کے ایک گواہ نے جس طرح آپ کی براءت ثابت کی۔ یہاں تک کہ عزیز کو بھی اپنی بیوی سے یہ کہنا پڑا، انک کنت من الخاطئین (بلاشبہ تو ہی خطاکار ہے)۔[29] اسی کو تورات کی زبان سے سنیے۔

"جب اس کے آقا نے اپنی بیوی کی وہ باتیں جو اس نے اس سے کہیں سُن لیں کہ تیرے غلام نے مجھ سے ایسا ایسا کیا تو اس کا غضب بھڑکا۔ اور یوسف کے آقا نے اس کو لے کر قید خانہ میں جہاں بادشاہ کے قیدی بند تھے۔ ڈال دیا۔ سو وہ وہاں قید خانہ میں رہا۔"[30]

قید خانہ میں آپ کے نظر بند کیے جانے اور بادشاہ کے ساقی اور باورچی کے خواب بیان کرنے کا تو ذکر ہے لیکن

---

[27] پیدائش 11:37، بحوالہ ضیاء القرآن، 406:2

[28] پیدائش 32:37، 33، 34، بحوالہ ضیاء القرآن، 406:2

[29] پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن، 406:2

[30] پیدائش 19:39، 20، بحوالہ ضیاء القرآن، 406:2

اس دعوت توحید کی طرف اشارہ تک بھی نہیں جس سے زندانِ مصر کی تاریک فضا نُور توحید سے جگمگا اٹھی تھی۔ جب بادشاہِ مصر نے وہ بھیانک خواب دیکھا جس کی تعبیر کاہن اور دانشور نہ بتا سکے تو اس نے اپنے ساقی کو قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجا اس وقت آپ نے جس سیر چشمی اور غیرت کا مظاہرہ کیا اس کی تفصیل آپ سورہ مذکورہ کی آیات 45 تا 52 میں ملاحظہ فرما چکے ہونگے۔ [31]تورات کے چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

"تب فرعون نے یوسف کو بلوا بھیجا۔ سو اُنھوں نے جلد اسے قید خانہ سے باہر نکالا اور اس نے حجامت بنوائی اور کپڑے بدل کر فرعون کے سامنے آیا۔" [32]

بھائی جب پہلی بار آپ کے پاس آئے تو ان کی آمد کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

"سو یوسف کے بھائی آئے اور اپنے سر زمین پر ٹیک کر اس کے حضور آداب بجالائے۔ یوسف نے تو اپنے بھائیوں کو پہچان لیا تھا انھوں نے اُسے نہ پہچانا اور یوسف۔۔۔ ان سے کہنے لگا کہ تم جاسوس ہو کے آئے ہو کہ اس ملک کی بری حالت دریافت کرو۔" [33]

گویا حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائیوں پر جاسوسی کا الزام لگا رہے ہیں اور وہ اپنی براءت پیش کرتے ہیں جس پر آپ ان سے کہتے ہیں۔

"تب یوسف نے ان سے کہا۔ میں تو تم سے کہہ چکا کہ تم جاسوس ہو سو تمھاری آزمائش اس طرح کی جائے گی کہ فرعون کی حیات کی قسم تم یہاں سے جانے نہ پاؤ گے جب تک تمھارا سب سے چھوٹا بھائی یہاں نہ آجائے۔۔۔ ورنہ فرعون کی حیات کی قسم، تم ضرور ہی جاسوس ہو۔ اور اس نے ان سب کو تین دن تک اکٹھے نظر بند رکھا۔" [34]

گویا کہ یوسف علیہ السلام نے ظالم حکمران کی قسم ذکر کی اور ساتھ بھائیوں کو ظلماً قید خانے میں نظر بند کر دیا جو

---

[31] پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن، 406:2

[32] پیدائش 41:14، بحوالہ ضیاء القرآن، 406:2

[33] پیدائش 42:6، 8، 9، بحوالہ ضیاء القرآن، 407:2

[34] پیدائش 42:14، 15، 16، 17، بحوالہ ضیاء القرآن، 407:2

کہ ایک نبی کے شایان شان نہیں ہے۔

جب مصر قحط میں مبتلا ہو گیا۔ زرخیز زمینیں بنجر بن گئیں۔ جہاں کبھی سر سبز وشاداب کھیت لہلہایا کرتے تھے وہاں خاک اڑنے لگی اور مصری قحط کی وجہ سے بھوکوں مرنے لگے تو تورات کے بیان کے مطابق حضرت یوسف نے جو سلوک اپنی رعایا سے کیا وہ منصب نبوت تو کجا کسی رحم دل حاکم کے شایان شان بھی نہیں بلکہ وہ ایک سنگدل اور بے رحم بنیے کا سلوک ہے چنانچہ پہلے سال ہی غلہ اتنی گراں قیمت پر فروخت کیا گیا کہ قوم کی ساری پونجی ختم ہو گئی۔ دوسرے سال جب وہ غلہ کا مطالبہ کرنے کے لئے آئے تو ان کے سارے مویشی لے لئے گئے۔ تیرے سال جب فاقہ کشیوں سے مجبور ہو کر یوسف کے پاس آتے ہیں تو یوسف اس شرط پر انہیں غلہ دینے پر رضامند ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنی ساری زمینوں کو فرعون کے نام پر فروخت کر دیں۔[35]

توارت کی عبارات کا خلاصہ تفسیر ضیاء القرآن سے پیش خدمت ہے:

> ”اور اس سارے ملک میں کھانے کو کچھ نہ رہا۔ کیونکہ کال ایسا سخت تھا کہ ملک مصر اور ملک کنعان دونوں کال کے سبب سے تباہ ہو گئے تھے۔ اور جتنا روپیہ ملک مصر اور ملک کنعان میں تھا وہ سب یوسف نے اس غلہ کے بدلے جسے لوگ خریدتے تھے لیکر جمع کر لیا اور سب روپے کو اس نے فرعون کے محل میں پہنچادیا۔ تو مصری یوسف کے پاس آکر کہنے لگے۔ ہم کو اناج دے کیونکہ روپیہ تو ہمارے پاس رہا نہیں۔ ہم تیرے ہوتے ہوئے کیوں مریں۔ یوسف نے کہا اگر روپیہ نہیں ہے تو اپنے چوپائے دو اور میں تمہارے چوپایوں کے بدلے تم کو اناج دونگا۔ سو تو ہم کو اور ہمارے زمین کو اناج کے بدلے خرید لے کہ ہم فرعون کے غلام بن جائیں اور ہماری زمین کا مالک بھی وہی ہو جائے اور ہم کو بیج دے تا کہ ہم ہلاک نہ ہوں بلکہ زندہ رہیں اور ملک بھی ویران نہ ہو اور یوسف نے مصر کی ساری زمین فرعون کے نام پر خرید لی۔ کیونکہ کال سے تنگ آکر مصریوں میں سے ہر شخص نے اپنا کھیت بیچ ڈالا۔ سو ساری زمین فرعون کی ہو گئی۔“[36]

اس طویل اقتباس میں حضرت یوسف کو بے رحم ظاہر کیا گیا ہے کہ انھوں نے لوگوں کی ضروریات کا خیال نہیں

---

[35] پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن، 407:2

[36] پیدائش 13:47، 14، 15، 16، 19، 20، بحوالہ ضیاء القرآن، 407:2

کیا اور نہ ہی اپنے منصب کا لحاظ کیا۔ حضرت یوسف کے حکمت بھرے واقعات کو اللہ پاک نے احسن القصص سے تعبیر کیا ہے پیر صاحب قرآنی آیات اور تورات کے اقتباسات نقل کرنے کے بعد کچھ یوں تقابل پیش کرتے ہیں:

> یہ ہے سیرت یوسفی کا وہ خاکہ جو تورات میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کا موازنہ قرآن کریم سے کیجئے۔ آپ اگر انصاف اور حق طلبی کے جذبہ سے یکسر محروم نہیں کر دیئے گئے تو مستشرقین کے اس اعتراض کی لغویت اور بے ہودگی آپ کے سامنے عیاں ہو جائیگی اور آپ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ ہادیٔ برحق، پیغمبر اسلام علیہ السلام نے ان واقعات کو اہل کتاب سے سن کر بیان نہیں کیا، بلکہ براہ راست اللہ پاک سے سنا اور لوگوں کو سنایا۔ والحمدللہ رب العالمین۔[37]

(د) حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں غلط بیانی:

حضرت یعقوب کی جلالت شان اور مقام نبوی کو یہی زیبا تھا کہ وہ دامن صبر کو مضبوطی سے تھام لیں اور کسی ایسی حرکت کا ارتکاب نہ کریں جو عام لوگوں سے سرزد ہوتی ہے لیکن تورات کا بیان اس کے برعکس ہے:

> ”اور اس نے اسے پہچان لیا اور کہا کہ یہ تو میرے بیٹے کی قبا ہے۔ کوئی بڑا درندہ اسے کھا گیا ہے۔ یوسف بے شک پھاڑا گیا۔ تب یعقوب نے اپنا پیراہن چاک کیا اور ٹاٹ اپنی کمر سے لپیٹا اور بہت دنوں تک اپنے بیٹے کا ماتم کرتا رہا اور اس کے سب بیٹے بیٹیاں اسے تسلی دیتے جاتے تھے پر اسے تسلی نہ ہوتی تھی۔ وہ یہی کہتا رہا کہ میں تو ماتم ہی کرتا ہوا قبر میں اپنے بیٹے سے جاملوں گا۔ سو اس کا باپ اس کے لیے روتا رہا۔“[38]

امام فخر الدین رازی نے یہاں ایک نفیس بحث لکھی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب حضرت یعقوب کو ان کی غلط بیانی کا یقین ہو گیا تھا تو وہ کیوں نہ یوسف کی جستجو میں نکلے اور کیوں آتش فراق میں برسوں جلتے رہے۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس امر کا تو واقعی یقین تھا کہ یوسف زندہ ہیں لیکن اس کے باوجود آپ کے خاموش ہو کر بیٹھے رہنے کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تلاش کرنے سے منع فرما دیا ہو، تاکہ ان کے صبر واستقامت کا اچھی طرح امتحان ہو جائے اور یا اس لیے کہ آپ کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ یوسف کی خود حفاظت کرے گا وہ خود ہی اس کا نگران ہے اور جس شاندار مستقبل

---

[37] پیر کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، 2:408

[38] پیدائش 37: 33-35 ،بحوالہ ضیاء القرآن، 2: 417

کے متعلق پہلے ہی بتا دیا گیا ہے وہ ظاہر ہو کر رہے گا۔[39]

یہ اہلِ علم و معرفت کا اعجاز ہے کہ اللہ کریم کی حکمتوں پر غور کرتے ہیں اور انبیائے کرام کے شان و مرتبہ کو ملحوظ رکھ کر ان کے حوالے سے وہ انداز اختیار کرتے ہیں جو ان کے منصب کے لائق ہو۔ بھلا کیسے ممکن ہے کہ رب کریم کے عاجز بندے ناموسِ انبیاء کے بیان میں اس قدر احتیاط سے کام لیں اور اس کی دی ہوئی کتاب جیسا کہ حوالہ جات مذکور ہیں ان میں اس طرح کی بے حرمتی ہو!

(ہ) حضرت ایوب علیہ السلام کی توہین اور ان کا دفاع:

حضرت ایوب علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ انبیاء میں سے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ملتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو آزمائش میں مبتلا فرمایا لیکن آپ نے کمال صبر اور حوصلہ سے تمام مسائل کو برداشت کیا۔ قرآن کریم نے آپ کے صبر کو بیان کیا ہے جب کہ بائبل میں آپ کے حوالے سے اس طرح ذکر کیا گیا ہے:

> "اس کے بعد ایوب نے اپنا منہ کھول کر اپنے جنم دن پر لعنت کی اور ایوب کہنے لگا نابود ہو وہ دن جس میں میں پیدا ہوا اور وہ رات بھی جس میں کہا گیا کہ دیکھو بیٹا ہوا۔ وہ دن اندھیرا ہو جائے، وہ رات بانجھ ہو جائے اس میں خوشی کی کوئی صدا نہ آئے۔ اس کی شام کے تارے تاریک ہو جائیں۔"[40]

یقیناً یہ الفاظ اس نبی کی شان کے لائق نہیں جنہیں قرآن میں بہترین صبر کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔ سابقہ آسمانی کتب میں مزید لکھا ہے:

> "میں رحم میں ہی کیوں نہ مر گیا۔ میں نے پیٹ سے نکلتے ہی جان کیوں نہ دے دی یا پوشیدہ اسقاط حمل کی مانند میں وجود میں نہ آتا یا ان بچوں کی مانند جنھوں نے روشنی ہی نہ دیکھی۔"[41]

اسی پر بس نہیں بلکہ وہ اپنے خدا سے صرف شکوہ کرتا ہوا نہیں، الجھتا ہوا اور جھگڑتا ہوا سنائی دیتا ہے:

> "بنی آدم کے ناظر اگر میں نے گناہ کیا ہے تو تیرا کیا بگاڑتا ہوں تو نے کیوں مجھے اپنا نشانہ بنالیا ہے یہاں

---

[39] پیر کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، 2: 417

[40] بائبل، صحیفہ ایوب، باب 3 : 1 – 4، 7، 9 بحوالہ ضیاء القرآن، 3: 181

[41] بائبل، صحیفہ ایوب، باب 3 : 11، 16 بحوالہ ضیاء القرآن، 3: 182

تک کہ میں اپنے آپ پر بوجھ ہو جاؤں تو میرا گناہ کیوں نہیں معاف کرتا اور میری بدکاری کیوں نہیں دُور کر دیتا۔"[42]

آگے باب 10 میں وہی ایوب ہمیں اپنے رب سے یہ کہتے ہوئے سنائی دیتا ہے۔

"میری روح میری زندگی سے بیزار ہے۔ میں اپنا شکوہ خوب دل کھول کر کروں گا۔ میں اپنے دل کی تلخی میں بولوں گا میں خدا سے کہوں گا مجھے ملزم نہ ٹھہراؤ مجھے بتا کہ تو مجھ سے کیوں جھگڑتا ہے کیا تجھے اچھا لگتا ہے کہ اندھیر کرے تو میرے خلاف۔ نئے نئے گواہ لاتا ہے اور اپنا قہر مجھ پر بڑھاتا ہے۔ پس تو نے مجھے رحم سے نکالا ہی کیوں! میں جان دے دیتا اور کوئی آنکھ مجھے نہ دیکھ پاتی۔ میں ایسا ہوتا کہ گویا تھا ہی نہیں۔"[43]

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور قتل خطا:

قرآن مجید نے انبیائے کرام کی عصمت بیان کی ہے جس کا ایک سبب ان پر ایمان لانے والے ان کے مقام و مرتبہ کو سمجھ سکیں اور ان کی عقیدت میں اضافہ ہو، لیکن جب سابقہ آسمانی صحائف کا جائزہ لیا جائے تو کئی مقامات پر انبیائے کرام پر اتہامات نظر آتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ قرآن کریم کی سورہ القصص میں مذکور ہے کہ آپ نے دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے دیکھا تو ایک نے فوری آپ کو مدد کے لیے آواز دی جس پر آپ نے ان دونوں کو دست درازی سے منع کیا۔ لیکن جب وہ بعض نہ آیا تو آپ نے ایک گھونسہ مارا جس سے اس کا انتقال ہو گیا۔ آپ کا ارادہ قتل کا نہ تھا لیکن پھر بھی اس عمل پر رب کی بارگاہ میں بخشش و مغفرت کی التجا کرتے رہے جو قرآن میں مذکور ہے۔

وَ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ٭ۗ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ [44]

---

[42] بائبل، صحیفہ ایوب، باب 7: 20، 21 بحوالہ ضیاء القرآن، 3: 182

[43] بائبل، صحیفہ ایوب، باب 10: 1، 2، 3، 17، 18، 19 بحوالہ ضیاء القرآن، 3: 182

[44] سورہ القصص 28: 15-16

ترجمہ: اور موسیٰ (علیہ السلام) شہر (مصر) میں داخل ہوئے اس حال میں کہ شہر کے باشندے (نیند میں) غافل پڑے تھے، تو انہوں نے اس میں دو مَردوں کو باہم لڑتے ہوئے پایا یہ (ایک) تو ان کے (اپنے) گروہ (بنی اسرائیل) میں سے تھا اور یہ (دوسرا) ان کے دشمنوں (قومِ فرعون) میں سے تھا، پس اس شخص نے جو انہی کے گروہ میں سے تھا آپ سے اس شخص کے خلاف مدد طلب کی جو آپ کے دشمنوں میں سے تھا پس موسیٰ (علیہ السلام) نے اسے مکا مارا تو اس کا کام تمام کر دیا، (پھر) فرمانے لگے: یہ شیطان کا کام ہے (جو مجھ سے سرزَد ہوا ہے)، بیشک وہ صریح بہکانے والا دشمن ہے (موسیٰ علیہ السلام) عرض کرنے لگے: اے میرے رب! بیشک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا سو تو مجھے معاف فرما دے پس اس نے انہیں معاف فرما دیا، بیشک وہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

بائبل میں اس واقعے کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"اتنے میں موسیٰ جب بڑا ہوا تو باہر اپنے بھائیوں کے پاس گیا اور ان کی مشقتوں پر اس کی نظر پڑی، اور اس نے کہا کہ ایک مصری اس کے عبرانی بھائی کو مار رہا ہے۔ پھر اس نے اِدھر اُدھر نگاہ کی اور جب دیکھا کہ وہاں کوئی دوسرا آدمی نہیں ہے تو اس مصری کو جان سے مار کر اسے ریت میں چھپا دیا۔"[45]

اس کو نقل کرنے کے بعد پیر صاحب لکھتے ہیں:

"قرآن کریم کا یہ کتنا احسان ہے کہ اس نے انبیاء کرام کے مَن پر لگے ہوئے سارے داغوں کو دھو کر صاف کر دیا، خواہ وہ داغ ان کے دشمنوں نے دانستہ لگائے تھے خواہ ان کے نادان دوستوں نے کرم فرمائی کی تھی۔"[46]

عقیدۂ تثلیث کے رَد میں بائبل اور قرآن سے استشہاد:

قرآن کریم نے حضرت مسیح کی ہستی کے متعلق جو صدیوں سے ایک معمہ بن کر رہ گئی تھی صاف الفاظ میں

[45] خروج 2: 11-12 بحوالہ ضیاء القرآن 3: 482

[46] پیر کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن 3: 482

صراحت کر دی کہ وہ مریم کے بیٹے اور اللہ کے رسول ہیں اور ربِ باپاس کے کلمہ کُن سے ان کی پیدائش ہوئی ہے اور وہ اللہ کی مقرب روحوں میں سے ایک مقدس روح ہیں۔ اب ان الفاظ سے عیسائیوں کو غلط عقیدہ سے باز رہنے کا حکم دیا جارہا ہے۔

يٰاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لَا تَغۡلُوۡا فِىۡ دِيۡنِكُمۡ وَ لَا تَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الۡحَقَّ ؕ اِنَّمَا الۡمَسِيۡحُ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ۚ اَلۡقٰهَاۤ اِلٰى مَرۡيَمَ وَ رُوۡحٌ مِّنۡهُ ۖ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ وَ لَا تَقُوۡلُوۡا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنۡتَهُوۡا خَيۡرًا لَّكُمۡ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبۡحٰنَهٗۤ اَنۡ يَّكُوۡنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيۡلًا ۔[47]

ترجمہ: اے اہلِ کتاب! تم اپنے دین میں حد سے زائد نہ بڑھو اور اللہ کی شان میں سچ کے سوا کچھ نہ کہو، حقیقت صرف یہ ہے کہ مسیح عیسٰی ابن مریم (علیہما السلام) اللہ کا رسول اور اس کا کلمہ ہے جسے اس نے مریم کی طرف پہنچا دیا اور اس (کی طرف) سے ایک روح ہے۔ پس تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور مت کہو کہ (معبود) تین ہیں، (اس عقیدہ سے) باز آجاؤ، (یہ) تمہارے لئے بہتر ہے۔ بیشک اللہ ہی یکتا معبود ہے، وہ اس سے پاک ہے کہ اس کے لئے کوئی اولاد ہو، (سب کچھ) اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اور اللہ کا کارساز ہونا کافی ہے۔

اس حقیقت سے سرِ مو انحراف نہیں کیا جاسکتا کہ انجیل میں اب بھی ایسی آیات موجود ہیں جن سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی روح الامین کی پھونک سے ولادت کا ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ

"یسوع مسیح کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوگئی تو ان کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی۔"[48]

عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث کے عنوان پر انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا کی یہ عبارت مختصر بھی ہے اور جامع بھی۔

The Christian doctrine of the trinity can be best expressed in the words, the father is god. The son is god and the Holy Ghost is god, and yet they are not three gods but one god.[49]

مسیحیت کے عقیدہ تثلیث کو نہایت عمدگی سے اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے، باپ بھی خدا ہے بیٹا بھی خدا ہے اور

---

[47] سورہ النساء4: 171

[48] متی 1 : 18 بحوالہ ضیاء القرآن 1: 426

[49] انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، 22 : 479 بحوالہ ضیاء القرآن، 1 : 455

روح القدس بھی خدا ہے۔ بایں ہمہ وہ تین خدا نہیں بلکہ ایک خُدا ہے۔[50] یہ ایک معمہ ہے جسے سمجھنا انتہائی دشوار ہے۔

عیسائیت کی دعوت انجیل سے انحراف:

حضرت مسیح علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ آپ کی رسالت سارے عالم انسانیت کے لیے نہیں تھی۔ قرآن حکیم کے اس فرمان کی تصدیق خود انجیل کی متعدد آیتوں سے ہوتی ہے۔

> ”ان بارہ کو یسوع نے بھیجا اوران کو حکم دے کر کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے۔“[51]

پیر صاحب نے اسی مضمون کی تائید میں ایک اور حوالہ بھی ذکر کیا ہے:

> ”اس نے جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔“[52]

جب حضرت عیسیٰ نے خود اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ میری نبوت کا دائرہ بنی اسرائیل تک محدود ہے تو پھر عیسائی مبلغین کا بنی اسرائیل کے علاوہ کسی اور کو دعوت عیسائیت دینا یسوع مسیح کی ہدایت کی صریح خلاف ورزی ہے۔ اس اصول کے مطابق عیسائی تبلیغی مذہب نہیں ہے بلکہ صرف نبی اسرائیل والے ہی اس مذہب کے مخاطب ہونے چاہییں۔

حاصلِ مطالعہ:

درج بالا بحث سے پتا چلتا ہے کہ پیر کرم شاہ الازہری نے تفسیر ضیاء القرآن میں سابقہ کتب سماویہ سے استفادہ کیا ہے نیز قدیم مذاہب کے صحیفوں کے ساتھ ان کی مذہبی کتابوں، انسائیکلوپیڈیا، یہودی اور عیسائی مصنفین کی تصانیف، دورِ جدید کی تحقیقات اور دوسرے مستند و معیاری آثار و شواہد سے اعتراضات و شبہات کی تردید کی ہے۔ مغربی مصنفین اور مستشرقین کی مکاری و جعل سازی کا قلع قمع کیا ہے اور اسلام کے خلاف اعتراضات والزامات کا دلائل کے ساتھ رد کیا ہے۔

---

[50] پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن 1: 455

[51] متی، باب 10: 5-8 بحوالہ ضیاء القرآن، 1 : 231

[52] متی، باب 15: 25 بحوالہ ضیاء القرآن، 1 : 231

قرآن کریم کا بنیادی موضوع توحید کا اثبات اور شرک کے ابطال میں سابقہ آسمانی کتب کے شواہد پیش کیے ہیں نیز پیر صاحب نے بالخصوص ان مقامات کا بھرپور جائزہ لیا ہے جن میں انبیائے کرام کے حوالے سے بحث کی گئی تھی، ان مقامات پر سابقہ کتب میں افراط و تفریط سے کام لیا گیا ہے۔نہ صرف انبیائے کرام بلکہ شان الوہیت کی بھی تنقیص کی گئی ہے نیز ناموسِ رسالت پر بھی حملہ کیے گئے ہیں۔ پیر کرم شاہ الازہری کی شخصیت چونکہ دینی وعصری علوم کا حسین امتزاج تھی لہذا آپ کی تصنیفات و تالیفات علم و معرفت کا سمندر رہیں۔

عصرِ حاضر میں پیر صاحب کی تفسیر وکتب سیرت کے ان پہلوؤں پر کام کرنے کی ضرورت ہے تا کہ بحث و مباحثہ کے دوران الہامی مذاہب کے ماننے والوں سے کس طرح مشترک پہلوؤں پر بات کی جائے اس انداز کو دلائل کے ساتھ سیکھا جاسکے۔یہ حقیقت بھی واضح کی جاسکے قرآن سابقہ کتب کی تعلیمات کا مجموعہ نہیں بلکہ ان کا نگہبان ہے ان کے اہم موضوعات کی تائید کرتا ہے اور اپنے اسلوب سے ان کی تحریف پر شواہد پیش کرتا ہے۔